



## سوال

حدیث (من زار قبری بعد ماتی فاما زارني في حيati) کی صحت

## جواب

الحمد لله

دارقطنی (278/2) نے حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے میری موت کے بعد زیارت کی گیا کہ اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی ہو۔ الحدیث۔

تو اس حدیث پر اکثر علماء نے باطل ہونے کا حکم لگایا ہے اور یہ کہ یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی نہیں۔

اس حدیث کے ایک راوی ہارون بن ابی قزیۃ کے متعلق امام ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لسان المیزان (4/285) میں تزمیح کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

ہارون بن ابی قزیۃ المدنی عن رجل، عن زیارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہ ہارون بن الموقر عمدنی ایک شخص سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت میں بیان کرتا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ الباری کہتے ہیں کہ لا یتائیع علیہ۔ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ازدی کا قول ہے : ہارون بن ابی قزیۃ آں حاطب میں سے ایک آدمی سے مرسل روایات بیان کرتا ہے۔

تو یہیں (حافظ ابن حجر) کہتا ہوں تو اس سے یہ متعین ہو گیا کہ ازدی نے جو چاہا ہے وہی ہے، اور یعقوب بن ابی شیبہ نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔ دیکھیں لسان المیزان (6/217)

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے تلخیص الجیری فی تحریج احادیث الرافی الکبیر (266/2) میں بھی اسے ذکر کرنے کے بعد کہا کے ہے اس کی سند میں ایک مجھول شخص ہے، اور حافظ ابن حجر کا اس آدمی سے مقصد بھی آں حاطب کا ایک شخص ہے۔

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ التوسل والوسیلة میں اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ : اس کا جھوٹ اور کذب ظاہر اور دین اسلام کے خلاف ہے، کیونکہ جس نے ایمان کی حالت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور سو میں ہی مراتوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں شمار ہوا اور خاص کر اگر وہ ان کی طرف بھرت کرنے اور ان کے ساتھ جماد کرنے والوں میں سے ہوا۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ صحیح اور ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے صحابہ پر سب و شتم نہ کرو، اس ذات کی قسم جس کے حاتھ میں میری جان ہے اگر تم ادھر پہاڑ جتنا سو نبھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرو تو پھر بھی ان کے ایک مداور نہ ہی آدمی سے ملتک پہنچ سکتے ہو۔ صحیح بخاری و مسلم۔

تو صحابہ کرام کے بعد واجب امور اور فرائض مثلاً حج، جماد، اور پانچ نمازوں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود جیسے پر عمل کرنے والا بھی صحابہ کرام جیسا نہیں ہو سکتا تو پھر ایک ایسا عمل جو کہ مسلمانوں کے اتفاق سے واجب بھی نہیں بلکہ جس عمل کیلئے سفر بھی مشروع نہیں بلکہ منوع ہے پر عمل کرنے والا شخص صحابہ اکرام جیسا کیسے ہو سکتا ہے؟

لیکن مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کی طرف نماز کے لیے سفر کرنا محتب ہے اور اسی طرح حج کے لیے کعبہ جانا واجب ہے، تو جو بھی یہ محتب اور واجب سفر کرتا ہے وہ بھی کسی صحابی کی طرح نہیں ہو سکتا جس نے اپنی زندگی میں یہ سفر کیا تھا تو اب ایک ایسا سفر جو کہ معنوں سفر ہے اس کے کرنے والا کیسے ہو گا؟ دیکھیں التوسل والوسلۃ (134)۔

اور صفحہ (133) میں لکھتے ہیں کہ : بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کے بارہ میں جتنی بھی احادیث وارد ہیں وہ سب کی سب ضعیف ہیں جن پر دینی امور میں سے کسی پر بھی اعتقاد نہیں کیا جاسکتا۔

لہذا اسی لیے ان روایات کو صحاح اور سنن میں سے کسی نے بھی روایت نہیں کیا بلکہ انہیں روایت کرنے والے وہ میں جو ضعیف احادیث کو روایت کرتے ہیں مثالدار قلنی اور بزار وغیرہ۔

شیخ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کو باطل قرار دے کر اس کی علت بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ پہلی علت یہ ہے کہ اس میں راوی کا نام بیان نہیں، اور حارون ابن قزنه کو ضعیف قرار دیا، اور یسری علت یہ بیان کی ہے کہ اس میں اختلاف اور اضطراب پایا جاتا ہے۔

پھر علامہ البانی رحمہ اللہ کرتے ہیں کہ : لعمالی طور پر یہ حدیث واحی الاستاد ہے۔ دیکھیں الضعیفہ حدیث نمبر (1021)۔

اور ایک جگہ پر علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں :

اکثر لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اور ان یہاں عقیدہ رکھنے والی سلفی حضرات بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت سے منع کرتے ہیں، تو یہ کذب اور افتراء ہے اور شیخ الاسلام اور سلفیوں پر یہ کوئی پہلا الزام اور محبوث نہیں۔

جس نے بھی شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے کتب کا مطالعہ کیا ہے وہ اس بات کا بخوبی علم رکھتا ہے کہ انہوں نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت مشروع قرار دی ہے لیکن ایک شرط لگائی ہے کہ اگر اس زیارت میں مخالفات شرعیہ اور بدعا نہ پائی جائیں، مثلاً قبر کی زیارت کرنے کی نیت سے رخت سفر ہاندھنا۔

اس لیے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا عمومی طور پر فرمان ہے :

(تین مساجد کے علاوہ کسی اور کی طرف سفر نہیں کیا جاسکتا)

تو اس حدیث میں مستثنی صرف مساجد ہی نہیں جیسا کہ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں بلکہ ہر اس جگہ کا استثناء ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کا مقصد ہو چاہے وہ مسجد ہو یا قبر وغیرہ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جسے

الحضریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں جس میں ہے کہ :

میں بصرہ بن ابی بصرہ غفاری سے ملا تو انہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ کہاں سے آ رہے ہو؟ میں نے جواب دیا طور سے، تو وہ کہنے لگے کہ اگر جانے سے پہلے تم ملتے تو وہاں نہ جاتے! میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سننا کہ آپ فرماتے ہیں کہ مسجدوں کے علاوہ کسی اور کی طرف سواریاں تیار نہ کی جائیں۔

مسند احمد وغیرہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

تو یہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ صحابہ کرام اس حدیث سے عموم ہی سمجھتے ہیں، اور اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ کسی بھی صحابی سے یہ ثابت نہیں کہ اس نے کسی قبر کی زیارت کے لیے سفر کیا ہو، تو اس مسئلہ میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے سلف بھی وہی صحابہ ہیں، تو جو بھی شیخ الاسلام پر طعن کرتا ہے وہ اصل میں سلف صاحبین رضی اللہ



محدث فلوبی

تعالیٰ سخن میں پر طعن کرتا ہے۔

اور کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے :

سلف کی اتباع میں ہی ہر قسم کی خیر و بھلائی ہے اور ہر غلف کی اتباع میں شر ہی شر ہے۔ تحقیق دیکھیں سلسلۃ احادیث الصعینۃ حدیث نمبر (47)

خلاصہ :

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی غرض و نیت سے سفر کرنا اس حدیث کی بناء پر حرام اور بدعت ہے جس میں تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور جگہ پر عبادت کی غرض سے سفر کرنا منوع قرار دیا گیا ہے۔

لیکن جو شخص مدینہ میں ہے اس کیلئے قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت صحیح اور مشروع ہے اور اسی طرح مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھنے کی غرض سے سفر کرنا عبادت اور اللہ تعالیٰ کے قرب اور اطاعت کا باعث ہے۔

غلطی اور اشکال اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ان دونوں کے درمیان فرق کو سمجھا نہ جائے کہ مشروع کیا چیز اور منوع کیا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔